کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دینیات

نفس اور روح کی حقیقت

عالم برزخ، موت

اور

(حصہ اوّل تا سوم)

قبر کی حیات

موت کے بعد احوالِ قیامت

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

23-25

کشمیر بک ڈپو چکوال

0334-8706701
0543-421823

ہدیہ 80/- روپے

صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

یا اللہ مدد

حق چار یار

دینیات

نفس اور روح کی حقیقت

عالم برزخ، موت اور قبر کی حیات

(حصہ اوّل)

مرتبہ

حافظ عبد الوحید الحنفی

چکوال

اشاعتی سلسلہ نمبر 23

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ چکوال

النور مینجمنٹ چکوال 0334-8706701 0543-421803

خادم اہل السنت حافظ عبد الوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ
روح کیا ہے؟	3
روح کے متعلق قرآنی نظریہ	4
مخلوقات کی دو قسمیں	5
عالم ارواح	6
ارواح کو ان کی صورتوں میں رکھا	10
عالم ارواح میں انبیاء سے میثاق	12
اَمرِ رَبّی کیا ہے؟	14
انسان اور روح	14
اہل ایمان کی روح اللہ کی طرف جاتی ہے	16
اولادِ آدم کو عالم ارواح میں خطاب	17
جسم اور روح	17
اِن تینوں جہانوں میں رُوح کے تعلق کی نوعیت	19
انسان اور نفس	20
نفس واحد اور نفس انبیاء علیہم السلام	21
نفس اَمارہ اور نفس لوامہ	22
نفس مطمئنہ	23
رُوح کی حقیقت	24
روح اور نفس کی حقیقت	25
جسم لطیف (نفس) اور نفس انسانی	26
روح مجرد	27
مومن کی روح اصلی وطن کی طرف	27
پاکیزہ نفس اور نامراد نفس	28
نفس کی حفاظت اور رَبّ کے دربار میں پیشی	29
نفس کا محاسبہ ہوگا	30
اِیمان لایا	30
نفس کو رعایت اور شہداء کے نفس	31
رُوح کی شکل	32
رُوح اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر	33
عالم اَرواح میں رُوحوں کی ملاقات	34
عالم اَرواح میں رُوحوں کے لشکر ہیں	34
رُوح اور نفس میں کیا فرق ہے؟	35
حدیث	36
رُوح اور نفس میں کیا فرق ہے؟	40
نیند کے دوران اَرواح کا جانا	46
اَرواح کا نیند میں واپس آنا	47
موت کے بعد مومن کی رُوح کا بسیرا	47
ارواح کے فنا نہ ہونے کی وجہ	48
اِنسانی رُوحوں کا مقام کہاں ہے؟	49
شہداء کی رُوحیں برزخ کی زمین میں	51
فی سبیل اللہ کا معنی فی طاعۃ اللہ	52
شہداء کی رُوحیں جنت کے باغوں میں	53
اَرواح اَبرار کہاں رہتی ہیں؟	54
علیین کی کیفیت	55
اَرواح مومنین کی برزخ میں کیفیت	56
(۴) انسانی زندگی کے تین دور	58
اعادۂ رُوح اور نیند میں قبض نفس	59
استدلال معتزلہ اور جواب اہل سنت	61

☆☆☆☆

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

ترتیب: حافظ عبدالوحید الحنفی (ساکن اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال) 0313-5128490

28 رجب 1431ھ مطابق 11 جولائی 2010ء ...... قیمت 40 روپے

ٹائٹل وکمپوزنگ: ظفر ملک ...... النور مینجمنٹ، ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال

ڈیزائننگ ❁ کمپوزنگ ❁ سکیننگ ❁ پرنٹنگ ❁ بک بائنڈنگ

zedemm@yahoo.com 0334-8706701 / 0543-421803

نفس اور روح کی حقیقت

عالم برزخ، موت اور قبر کی حیات (حصہ اوّل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم۔
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم۔
وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ خُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

روح کیا ہے؟

وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ ط قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا O (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۵)

اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ روح میرے ربّ کے حکم سے بنی ہے۔ اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔
(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

فائدہ: ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی روح کے متعلق سوال تھا، جس سے انسان زندہ ہے۔ کیوں کہ جب مطلق روح بولتے ہیں، یہی مفہوم ہوتا ہے۔ اور جواب سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ نصوص میں اس کی حقیقت ظاہر نہ کرنے

کی وجہ بتلائی ہے۔ اور ضروری عقیدہ اس کے حدوث کا ظاہر کر دیا گیا ہے۔ اب یہ امر کہ کسی دوسرے طریقہ سے اس کا انکشاف ہوسکتا ہے یا ہوتا ہے۔ آیت اس کے اثبات و نفی دونوں سے ساکت ہے۔ پس دونوں امر محتمل ہیں اور کوئی شق معارض نص نہیں۔

(نص علیہ فی حجۃ اللہ البالغہ...... بحوالہ تفسیر بیان القرآن ج ا از مولانا اشرف علی تھانویؒ)

روح کے متعلق قرآنی نظریہ

انسان میں اس مادی جسم کے علاوہ کوئی اور چیز موجود ہے، جسے روح کہتے ہیں۔ وہ عالم امر کی چیز ہے اور اللہ کے حکم و ارادہ سے فائز ہوتی ہے۔

(۱) ...... قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۵)

آپ فرما دیجیے کہ روح میرے رَبّ کے حکم سے بنی ہے۔ (ترجمہ تھانویؒ)

(۲) ...... آدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

(آل عمران آیت ۵۹)

آدم (علیہ السلام کے قالب) کو مٹی سے بنایا۔ پھر ان (کے قالب) کو حکم دیا کہ (جاندار) ہو جا، پس (جاندار) ہو گئے۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

(۳) ...... وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ ○

(سورۃ الحجر آیت ۲۸ تا ۲۹)

وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب آپ کے ربّ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے سے بنی ہو گی، پیدا کرنے والا ہوں۔ سو جب اس کو (یعنی اس کے اعضاء جسمانیہ) پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) جان ڈال دوں۔

(ترجمہ تھانویؒ)

ہر جسم میں رُوح امری یعنی کلامِ الٰہی پھونکا جاتا ہے تو انسان ہو جاتا ہے۔ (فتوحاتِ مکیہ ج ۱ ب ۲ ص ۳۱۲)

مخلوقات کی دو قسمیں

(۱) ...... عالم اَمر: جو کہ اَرواح و ملائک کا وطن ہے، اس میں خیر ہی خیر ہے۔ شر کا نام و نشان وہاں نہیں۔

(۲) ...... عالم خلق: جس میں شر بھی ہے اور خیر بھی۔

پھر عالم خلق میں علویات ہیں یا سفلیات۔

علویات میں شر کم ہے۔

سفلیات کی تین قسمیں ہیں:

جمادات، نباتات، حیوانات۔ ان تمام قسموں میں شر ہے۔

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ سورت فلق میں جو پناہ کی دعائیں ہیں، وہ ان سب شرور سے ہیں، جو انسان سورت پڑھ کر رَبّ سے پناہ مانگتا ہے۔

عالم ارواح

یہ وہ جہان ہے جہاں روحیں رہتی ہیں۔اور پھر روحیں اس جہان میں کسی بدن سے متعلق ہو کر آتی ہیں۔سب روحوں کی ایک ہی دفعہ تخلیق ہو چکی ہے۔ جب کسی کی باری آ جاتی ہے، وہ روح کسی جسم میں آ کر جلوہ پیرا ہو جاتی ہے۔ انسان کی یہ وہ پہلی زندگی ہے جس میں جملہ بنی نوع انسان سے عہد ''اَلَسْتُ'' لیا گیا تھا۔قرآن پاک میں اس کی شہادت موجود ہے:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِىْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ O [پ۹:ع۱۲ سورہ اعراف آیت ۱۷۲]

اور جب نکالا تیرے رَبّ نے آدم کے بیٹوں کو ان کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر۔ کیا میں تمہارا رَبّ نہیں ہوں؟ سب نے کہا: ہاں! ہم گواہ ہیں۔ تا کہ نہ کہنے لگو تم قیامت کے دن کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے۔

تفسیر: مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

اور ان سے اس کا ذکر کیجیے جب کہ آپ کے رَبّ نے (عالم ارواح میں) آدمؑ کی پشت سے تو خود اُن کی اولاد کو نکالا اور اولادِ آدم کی پشت سے اُن کی اولاد کو نکالا۔ اور (ان کو سمجھ عطا کر کے) ان سے انہیں کے متعلق

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رَبّ نہیں ہوں؟ سب نے (اس عقل خدا داد سے حقیقت امر سمجھ کر) جواب دیا کہ کیوں نہیں! (واقعی آپ ہمارے رَبّ ہیں)۔ حق تعالیٰ نے وہاں جتنے ملائکہ اور مخلوقات حاضر تھے، سب کو گواہ کر کے سب کی طرف سے فرمایا: ہم سب (اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں۔

فائدہ: ان آیتوں کی یہی تفسیر حدیثوں میں آئی ہے۔ اور یہی تمام اکابر سلف اہل حق سے منقول ہے۔ (تفسیر بیان القرآن از حضرت تھانویؒ)

حدیث: حدیث مرفوع میں مصرح ہے:

اَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهٖ كُلَّ ذُرِّيَّتِهٖ ذَرَاهَا فَنَثَرَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا قَالَ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ

(اخرجہ مسند احمد ونسائی والحاکم وصححہ وغیرہم عن ابن عباس مرفوعاً)

مسند احمد، نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ، حاکمؒ آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عرفہ کے دن وادیٔ نعمان میں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو نکال کر میثاق لیا اور آپ کی صلب سے اس کی ساری اولاد کو نکالا، جسے پیدا فرمانا تھا اور اسے آپ کے سامنے چیونٹیوں کی طرح بکھیر دیا۔ پھر ان سے یہ کہہ کر کلام فرمایا: ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى ...... الخ

پس حدیث سے تو اخراج من ظہر آدم اور قرآن سے اخراج من ظہور بنی آدم معلوم ہوا۔اور دونوں میں کچھ تعارض نہیں۔جیسا ترجمہ میں اوراس وجہ جمع کی تقریر کر دی گئی ہے۔اوراس وجہ جمع کی تائید دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے:

أَخَذَهُمْ مِّنْ ظَهْرِهِم

اخرجه ابن ابی شیبه و عبد بن حمید و ابن جریر وغیرہم اور ابن عباس سے مروی ہے:

ثُمَّ رَدَّهُمْ فِي أَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ حَتّٰى أَخْرَجَهُمْ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے ارشادِ باری تعالیٰ "وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ" کے ضمن میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (بنی آدم کو) ہتھیلی میں پکڑا گویا کہ وہ اولین و آخرین کے ٹکڑے ہیں۔اور پھر دو یا تین مرتبہ انہیں دست قدرت میں الٹ پلٹ کیا۔اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا، اپنے دست قدرت کو اوپر نیچے کرتا رہا۔پھر انہیں اپنے آباء کی صلبوں میں لوٹا دیا، یہاں تک کہ انہیں قرناً بعد قرن نکالا۔

پھر فرمایا:

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِنْ عَهْدٍ (سورۃ الاعراف آیت ۱۰۲) (اخرجہ ابوالشیخ)

(اور اکثر لوگوں میں ہم نے وفائے عہد نہ دیکھا۔)

عبدالوحید حنفی حافظ

بلکہ روایت ثانیہ ہی اس باب میں کافی ہے۔ کیوں کہ رَدّ سے مراد ہے:

عَوۡد اِلَی الۡحَالَۃَ الۡاُوۡلٰی (لوٹنا پہلی حالت کی طرف)

معلوم ہوا کہ اخراج بھی اصلاب آباء سے ہوا تھا۔ پس حدیث میں تو دونوں صورتیں مذکور ہوئیں۔

☆ امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں توشہ دان کے جھاڑنے کی طرح جھاڑا تو ان سے چیونٹیوں (کیڑوں) کی مثل (اولاد) نیچے گری۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے دو قبضے بھرے۔ جو دائیں ہتھیلی میں تھے، ان کے لئے فرمایا: یہ جنتی ہیں۔ اور جو دوسری ہتھیلی میں تھے، ان کے لئے فرمایا: یہ جہنم میں ہوں گے۔ (بحوالہ تفسیر درّ منثور ج ۳ سورۃ اعراف)

☆ امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ "وَ اِذۡ اَخَذَ رَبُّکَ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اٰدَمَ ...... الخ الآیۃ" کے متعلق روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان سے یہ عہد لیا کہ وہ ان کا رَبّ ہے۔ اور ان کی عمر، رزق اور مصیبت کے بارے میں لکھ دیا۔ پھر اُن کی پشت سے چیونٹیوں کی طرح ان کی اولاد نکالی اور ان تمام سے یہ

www.khudamahlesunat.com

عہد لیا کہ وہ ان کا رَبّ ہے۔ پھر اُن کی عمریں، رزق اور مصائب لکھ دیئے۔ (تفسیر درّ منثور ج۳ زیر آیت۱۷۲ بحوالہ تفسیر طبری ج۹ زیر آیت ہذا)

☆ امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت سے اُن کی اولاد کو چیونٹیوں کی مثل نکالا۔ پھر انہیں ان کے ناموں کے ساتھ پکارا اور کہا: یہ فلاں بن فلاں ہے، یہ ایسے ایسے عمل کرے گا۔ یہ فلاں بن فلاں ہے، یہ ایسے ایسے عمل کرے گا۔ پھر انہیں اپنے دست قدرت کے ساتھ دونوں مٹھیوں میں پکڑا اور فرمایا: یہ جنت میں ہوں گے اور یہ جہنم میں ہوں گے۔

(تفسیر درمنثور ج۳ بحوالہ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، ج۹ ص۱۳۴ مطبوعہ داراحیا التراث بیروت)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ارواح کو ان کی صورتوں میں رکھا

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی تمام اولاد کو نکالا تو ارواح کو ان کی صورتوں میں رکھا۔ پھر انہیں قوت گویائی عطا فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے گفتگو کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد و میثاق لیا۔ اور خود انہیں ان کے نفسوں پر گواہ بناتے ہوئے، ان سے پوچھا: کیا میں تمہارا رَبّ نہیں ہوں؟ تو ان سب نے کہا: بے شک تو ہی ہمارا رَبّ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم پر سات آسمانوں کو گواہ بنا رہا ہوں اور تم پر تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو گواہ بنا رہا ہوں۔ تاکہ قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہمیں تو اس بارے میں علم نہیں تھا۔ تم جان لو، بلاشبہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میرے بغیر کوئی رَبّ نہیں۔ تم میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ میں عن قریب تمہاری طرف اپنے رسول بھیجوں گا، وہ تمہیں میرا میثاق یاد دلائیں گے۔ اور میں تم پر کتابیں نازل کروں گا۔ سب نے جواب دیا: ہم شہادت دیتے ہیں کہ بلاشبہ تو ہی ہمارا رَبّ اور ہمارا اللہ ہے۔ تیرے سوا نہ کوئی ہمارا رَبّ ہے اور نہ ہی کوئی الٰہ ہے۔

پس ان تمام نے اقرار کر لیا۔ پھر آدم علیہ السلام کو ان پر بلند کیا گیا تاکہ آپ ان کی طرف دیکھ لیں۔ چنانچہ آپ نے سخی و فقیر، حسین و جمیل صورت رکھنے والوں اور ان کے سوا دوسرے افراد کو دیکھا، تو کہا:

اے میرے رَبّ! تو نے اپنے بندوں کے مابین مساوات قائم کیوں نہیں کی؟ تو اللہ نے فرمایا: میں نے یہ پسند کیا کہ میرا شکر ادا کیا جائے۔ آپ نے ان میں انبیاء علیہم السلام کو دیکھا جو چراغوں کی مثل منور اور روشن تھے۔ ان سے نبوت و رسالت کے بارے میں خصوصی علیحدہ میثاق لیا گیا کہ وہ پیغام حق اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچائیں گے۔ اس کا ذکر اس ارشاد میں ہے:

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ (سورۃ الاحزاب آیت ۷)

(تفسیر در منثور ج ۳ زیر آیت ہذا بحوالہ طبری ج ۹ ص ۱۴۷)

عالم ارواح میں انبیاء سے میثاق

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَ مِنْکَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰھِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَ اَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا (۷) لِیَسْئَلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِھِمْ وَ اَعَدَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا (۸)

ترجمہ: اور جب کہ ہم نے تمام پیغمبروں سے ان کا اقرار لیا اور آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے خوب پختہ عہد لیا تا کہ ان سچوں سے ان کے سچ کی تحقیقات کرے۔ اور کافروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۸/۷ ...... ترجمہ حضرت تھانویؒ)

(۱) امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے خصوصی وعدہ لیا کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے اور ایک دوسرے کی پیروی کریں گے۔

(تفسیر طبری زیر آیت ہذا ج ۲۱، تفسیر در منثور زیر آیت ہذا ج ۵)

(۲) امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابومریم عنسانیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو نے کہا: یا رسول اللہ

ﷺ! آپ کی نبوت کا آغاز کیسے ہوا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میثاق لیا، جیسے انبیاء سے میثاق لیا۔ پھر یہ آیت "وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ ......" تلاوت کی۔

(تفسیر درمنثور ج۵ سورۃ الاحزاب زیرآیت بحوالہ تفسیر مجمع الزوائد باب قدم نبوت ج۸)

(۳) امام طیالسی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالعالیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی، فیصلہ کر دیا، انبیاء سے وعدہ لیا، جب کہ اس کا عرش پانی پر تھا۔

(تفسیر درمنثور ج۵ سورۃ الاحزاب زیرآیت بحوالہ مجمع الزوائد باب اخز المیثاق ج۷)

(۴) امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا میثاق کب لیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت جب حضرت آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(۵) امام ابن شیبہؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب آیت "وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ" تلاوت فرماتے تو فرماتے: مجھ سے بھلائی کا آغاز ہوا اور بعثت میں، میں سب سے آخر میں ہوں۔ (تفسیر درمنثور ج۵ سورۃ الاحزاب زیرآیت ص۵۲۹ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ باب مااعطی اللہ محمد ج۶ ص۳۲۲، حدیث ۳۱۷۶۲ مکتبۃ الزمان مدینہ)

(۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تخلیق میں انبیاء میں پہلا اور بعثت میں آخر ہوں۔ پہلے جو ہو گزرے ہیں، ان

کا آغاز مجھ سے ہوا۔ (تفسیر درمنثور ج۵ سورۃ الاحزاب زیر آیت
بحوالہ دلائل النبوت از امام ابونعیم ج۱ باب من فضائل رسولؐ اللہ ص ۶)

(۷) امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے ان کی قوموں کے بارے میں وعدہ لیا۔

(تفسیر درمنثور ج۵ سورۃ الاحزاب زیر آیت بحوالہ مجمع الزوائد ج۷ حدیث ۱۱۲۷۱)

اَمرِرَبی کیا ہے؟

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ O فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ O

[پ۲۳:ع۴ سورۃ یٰس آیت ۸۳]

بس اس کا امر تو یہ ہے کہ جب چاہتا ہے پیدا کرنا کسی چیز کا تو کہتا ہے واسطے اس کے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے تم۔

انسان اور روح

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (۲۶) وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (۲۷) وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌ ۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (۲۸)

فَاِذَا سَوَّیۡتُهٗ وَ نَفَخۡتُ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِیۡنَ (۲۹)

[پ۱۴:ع۳ سورہ حجر]

اور بے شک پیدا کیا ہم نے انسان کو بجنے والی مٹی سے جو بنی تھی کیچڑ سڑی ہوئی سے۔ اور جنّ کو اس سے قبل آگ سے کہ وہ ایک گرم ہوا تھی، پیدا کر چکے تھے۔ اور جب کہا آپ کے رَبّ نے فرشتوں سے کہ بے شک میں پیدا کرنے والا ہوں، آدمی کو بجنے والی مٹی سے جو بنی ہوگی کیچڑ سڑی ہوئی سے۔ پھر جب درست کرلوں میں اس کو اور پھونک دوں اس میں روح اپنی طرف سے تو گر پڑنا اس کے لئے سجدہ کرتے ہوئے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بشر اور روح

اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ طِیۡنٍ O فَاِذَا سَوَّیۡتُهٗ وَ نَفَخۡتُ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِیۡنَ O [پ۲۳: آیت ۷۱،۷۲ سورہ ص]

جب کہا رَبّ تیرے نے واسطے فرشتوں کے، تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں انسان کو مٹی سے۔ پھر جب ٹھیک بنا چکوں اس کو اور پھونکوں اس میں روح اپنی طرف سے، تو گر پڑو واسطے اس کے سجدہ کرتے ہوئے۔

انسان اور روح

اَلَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ

(۷) ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ (۸) ثُمَّ سَوّٰهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ (۹) [پ۲۱:ع۱۴ سورہ الم سجدہ]

وہ جس نے اچھی طرح بنایا ہر چیز کو کہ پیدا کیا ہے اس کو اور ابتدا کی پیدائش انسان کی مٹی سے۔ پھر بنائی نسل اس کی نچڑے ہوئے پانی حقیر سے۔ پھر درست کیا اس کو اور پھونکا اس میں روح اپنی طرف سے اور بنا دیئے واسطے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل۔تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

اہل ایمان کی روح اللہ کی طرف جاتی ہے

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ (۱) لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ (۲) مِنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ (۳) تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (۴) [پ۱۹ع۶ سورہ المعارج]

ترجمہ: پوچھا ایک پوچھنے والے نے اس عذاب کا کہ ہونے والا ہے۔ کافروں کو نہیں ہے کوئی اس کو روکنے والا۔ جو اللہ کی طرف سے (واقع ہوگا) جو سیڑھیوں (آسمان) کا مالک ہے۔ چڑھتے ہیں فرشتے اور (اہل ایمان کی) روح طرف اس کے۔ وہ عذاب ہوگا اس دن کہ ہوگی مقدار اس کی پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) سال کی۔

اولادِ آدم کو عالم ارواح میں خطاب

يٰبَنِىٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (٣٥) وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (٣٦) [پ۸:ع۱۱ سورہ اعراف آیت ۳۵ تا ۳۶]

ترجمہ: اے اولاد آدم! اگر آئیں تمہارے پاس پیغمبر تم میں سے جو بیان کریں تم سے میری نشانیاں جو متقی بن گیا اور اصلاح کر لی تو نہ کچھ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے یہی لوگ ہیں رہنے والے دوزخ کے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں: ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ نے ابو یسار سلمی سے نقل کیا ہے کہ یہ خطاب "يٰبَنِىٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ" کل اولاد آدم کو عالم ارواح میں ہوا تھا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جسم اور روح

(۱)...... حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے: جسم اور روح۔

اس کا مجموعہ ہی نفس انسانی کہلاتا ہے۔ اس نفس انسانی کو طبعًا تین جہانوں سے گزرنا ہوتا ہے۔

☆ ایک دنیا جو دارالعمل ہے۔

☆ ایک آخرت جو دارالقرار ہے۔

☆ ایک برزخ جو دارالانتظار ہے۔

ان تینوں جہانوں کے احکام مختلف ہیں۔ اور ان کی نوعیت الگ الگ ہے۔

(۱) دنیا میں جسم اور جسمانی زندگی اصل ہے۔ روح اس کے تابع ہو کر اس کے اثرات قبول کرتی ہے۔

(۲) برزخ میں روح اور روحانی زندگی اصل ہے۔ جسم اس کے تابع ہو کر اس کی نعمت اور مصیبت کے اثرات قبول کرتا ہے۔ خواہ وہ اپنی ہیئت پر ہو یا بکھر جائے۔

(۳) اور آخرت میں روح و جسم کا مکمل امتزاج ہے، جس میں ہر ایک اپنے اپنے تأثر میں مستقل ہے۔ اور ہر ایک کا اپنا اپنا ادراک اور اپنا اپنا انتفاع ہے۔ (کتاب عالم برزخ از قاری محمد طیب صاحب)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اِن تینوں جہانوں میں رُوح کے تعلق کی نوعیت

عالم اَرواح کے بعد یہ تینوں جہان عالم دُنیا ہو یا عالم برزخ یا عالم آخرت نفس انسانی سے قائم ہے۔

صرف عالم اَرواح ہے جس میں صرف روحوں کی زندگی ہے اور اسی لئے اسے عالم ارواح کہتے ہیں۔ باقی تینوں جہان روح و بدن کے مختلف النوع تعلق سے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ انسان ان جہانوں میں اپنے اپنے وقت میں رہتا ہے۔ ہاں مستقل طور پر دارالقرار صرف عالم آخرت ہے۔

وَ مَا هٰـذِهِ الْـحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ط وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوٰنُ ط لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ O (عنکبوت آیت ۶۴)

ترجمہ: اور یہ دنیوی زندگی بجز لہو لعب اور کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی عالم آخرت ہے۔ اگر ان کو اس کا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے۔ (ترجمہ تھانویؒ)

(۲) ......غور کیا جائے تو برزخ کا تعلق بہ نسبت آخرت کے دنیا سے زیادہ ہے۔ کیوں کہ انسانی نفس کا ایک مستقل جزو (روح) جیسے عالم برزخ میں ہے، ویسے ہی اس کا دوسرا مستقل جزو (بدن) دنیا کے عالم میں موجود ہے۔ خواہ ہیئت بدن ہو یا ہیئت ذرات۔ (کتاب عالم برزخ از قاری محمد طیب صاحب

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

انسان اور نفس

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْد ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ وَ جَآئَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۚ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝ وَجَآئَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ ۝ [پ۲۶ ع۱۶ سورۃ ق آیت ۱۶ تا ۲۱]

اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو اور جانتے ہیں ہم۔ جو خطرے گزرتے ہیں اس کے دل میں۔ اور ہم بہت نزدیک ہیں طرف اس کی رگ جان سے۔ جس وقت کہ لے لیتے ہیں دو لینے والے۔ (ایک) داہنی طرف سے اور (ایک) بائیں طرف سے بیٹھے ہوئے۔ نہیں بولتا ہے کچھ بات مگر نزدیک اس کے نگہبان ہیں تیار اور آئی بے ہوشی موت کی ساتھ حق کے۔ یہی تو وہ ہے جس سے تو کنارہ کیا کرتا تھا۔ اور (قیامت کے دن دوبارہ) صور پھونکا جائے گا، یہی دن ہوگا وعید کا۔ اور آئے گا ہر شخص کہ اس کے ساتھ ہانکنے والا اور گواہ ہوگا۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

نفس واحد

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعٰمِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ [پ۲۳ع ۱۵ سورۃ زمر آیت ۶]

پیدا کیا تم کو جان ایک سے۔ پھر بنایا اس سے جوڑا اس کا۔ اور اتارے واسطے تمہارے چوپاؤں میں سے آٹھ جوڑے۔ پیدا کرتا ہے تم کو پیٹوں میں تمہاری ماؤں کے۔ ایک پیدائش پیچھے دوسری پیدائش کے تین اندھیروں کے بیچ میں۔

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت حافظ

نفس انبیاء علیہم السلام

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؕ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ۝ [پ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۵۱ تا ۵۲]

بادشاہ نے کہا: کیا حقیقت حال تھی تمہاری؟ جب ورغلایا تھا تم نے یوسف کو اس کے نفس سے۔ کہنے لگیں: خدا کی قسم! نہیں جانی ہم نے اس میں

کوئی برائی۔ کہنے لگی بیوی عزیز کی: اب ظاہر ہوگی حق بات۔ میں نے ورغلایا تھا اس کو، اس کے نفس سے اور بے شک وہ البتہ سچوں سے ہے۔ یہ سب اس لئے تھا تا کہ جان لے عزیز یہ کہ میں نے نہیں خیانت کی اس کی غائبانہ اور اللہ نہیں راستہ بناتا خیانت کرنے والوں کے مکر کو۔

نفس اَمارہ

وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ط اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۵۳) [پ۱۳ سورۃ یوسف آیت ۵۳]

اور نہیں پاک کہتا میں اپنے نفس کو یقیناً نفس البتہ حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے مگر جس پر رحم کرے ربّ میرا۔ یقیناً ربّ میرا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

نفس لوامہ

لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ O وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ O اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ O بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ O بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ O یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ O فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ O وَخَسَفَ الْقَمَرُ O وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ O یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ O کَلَّا

لَا وَزَرَ O اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۣالْمُسْتَقَرُّ O يُنَبَّؤُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ O بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ O وَلَوْ أَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ O [پ۲۹:ع۱۷ سورہ قیامۃ آیت ۱ تا ۱۵]

قسم کھاتا ہوں میں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں میں نفس ملامت کرنے والے کی۔ کیا گمان کرتا ہے انسان کہ ہرگز جمع نہ کریں گے ہم ہڈیاں اس کی۔ ہاں! بلکہ ہم قادر ہیں اس پر کہ درست کردیں اس کے پورے۔ بلکہ چاہتا ہے انسان کہ گناہ کرے آگے اپنے۔ پوچھتا ہے کب ہوگا دن قیامت کا۔ پس جب کہ پتھرا جائیں گی آنکھیں اور بے نور ہو جائے گا چاند اور اکٹھا کیا جائے گا سورج اور چاند کو۔ کہے گا انسان اس دن کہاں ہے جگہ بھاگنے کی۔ ہرگز نہیں! نہیں ہے جائے پناہ۔ تیرے رَبّ کی طرف اس دن ہوگا سب کا ٹھہرنا۔ جتا دیا جائے گا انسان کو اس دن جو کچھ اس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا۔ بلکہ انسان خود اپنے نفس پر حجت ہے۔ اگرچہ وہ پیش کرے بہانے اپنے۔

نفس مطمئنہ

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا O وَ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا O وَ جِآئَءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۵ لا يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى O يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِىْ O فَيَوْمَئِذٍ

لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ O وَّلَا یُوۡثِقُ وَ ثَاقَهٗۤ اَحَدٌ O یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ O ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً O فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ O وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ O (پ۳۰ سورۃ الفجر)

ہرگز نہیں! جب توڑی جائے گی زمین ریزہ ریزہ۔ اور آئے گا رَبّ تیرا اور فرشتے صف بصف۔ اور لائی جائے گی اس دن دوزخ۔ اس دن یاد کرے گا انسان مگر پھر کیا حاصل ہوگا اس کو یاد کرنے سے۔ انسان کہے گا: اے کاش! میں پہلے سے بھیج دیتا اپنی زندگی کے لئے۔ پس اس دن نہ عذاب کیا ہوگا اس جیسا عذاب کسی نے۔ اور نہ جکڑا ہوگا اس کا سا جکڑنا کسی نے۔ اے نفس مطمئن! آ جا اپنے رَبّ کی طرف خوشی خوشی۔ پس داخل ہو جا میرے بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں۔

[پ۳۰:ع۱۴ سورہ الفجر آیت ۲۱ تا ۳۰]

رُوح کی حقیقت

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

رُوح اس لطیفہ درّاکہ کا نام ہے، جو ہر مخلوق کو ملی ہے۔ آسمان ہو یا زمین،

۱......ترجمہ: جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے۔

۲......(پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل ع۵ آیت ۴۴) ترجمہ: اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو۔

۳......(پ۱۸ سورۃ النور آیت ۴۱) ترجمہ: سب کو اپنی اپنی دُعا اور تسبیح معلوم ہے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

پہاڑ ہو یا درخت، ہوا ہو یا پتھر۔ اسی کو دوسری جگہ سورہ یٰسین آیت ۸۳ میں ''مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ'' ا؎ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اور اسی لطیفہ کی وجہ سے ہر شے اللہ کی تسبیح وعبادت کرتی ہے۔ جیسا کہ ''وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ'' ۲؎ اور ''کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلوٰتَہٗ وَ تَسْبِیْحَہٗ'' ۳؎ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

درحقیقت وہ ایسا نورانی جوہر ہے، جو تمام جواہر و اعراض سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے ساری چیزیں بارگاہ حق میں گواہ بنیں گی۔ اور روز قیامت ہر ایک شے مناسب شکل پر کھڑی ہوکر بارگاہ الٰہی میں شفاعت کرے گی۔ (اس رُوح کے تعلق کا فرق حیوانات، نباتات وغیرہ میں سورہ ملک میں گذر چکا ہے۔)

آخر میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ مفسرین نے روح کے بارے میں مختلف باتیں کہی ہیں۔ لیکن حق بات یہی ہے جو ہم نے ذکر کی ہے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر سورۃ النازعات ...... درسی تفسیر پ۳۰: ص۳۰ مولانا نسیم احمد بجنوری)

روح اور نفس کی حقیقت

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ:

نفس انسانی: نفس انسانی ایک جسم لطیف ہے جو اس کے جسم کثیف کے

اندر سمایا ہوا ہے۔ اور وہ انہیں مادی عناصر اربعہ سے بنا ہے۔ فلاسفہ اور اطبّاء اسی کو روح کہتے ہیں۔

روح انسانی: مگر درحقیقت روح انسانی ایک جوہر مجرد اور لطیفۂ ربّانی ہے، جو نفس کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتا ہے۔ اور نفس کی حیات خود اس لطیفۂ ربّانی پر موقوف ہے۔ گویا اس کو روح الروح کہہ سکتے ہیں۔ کیوں کہ جسم کی زندگی نفس سے ہے۔ اور نفس کی زندگی اس روح سے وابستہ ہے اس روح مجرد و لطیفۂ ربّانی کا تعلق اس جسم لطیف (نفس) کے ساتھ کس طرح کا ہے؟ اس کی حقیقت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

جسم لطیف (نفس)

اس جسم لطیف (نفس) کو اللہ تعالیٰ نے اس آئینہ کی طرح بنایا ہے جو آفتاب کے سامنے رکھ دیا گیا ہو، تو آفتاب کی روشنی اس میں ایسی آ جاتی ہے کہ وہ آفتاب کی طرح چمک جاتا ہے۔

نفس انسانی

نفس انسانی اگر علم نبوی کے مطابق محنت کر لیتا ہے تو وہ بھی منور ہو جاتا ہے۔ ورنہ وہ جسم کثیف کے اثرات سے ملوث رہتا ہے۔ یہی وہ جسم لطیف

(نفس) ہے، جس کو فرشتے اوپر لے جاتے ہیں۔

پھر اگر وہ منور ہے تو اعزاز کے ساتھ نیچے لاتے ہیں، ورنہ اس کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے۔ اور وہ اوپر سے نیچے کو پھینک دیا جاتا ہے۔ یہی جسم لطیف اعمال صالحہ سے منوّر اور خوشبودار بن جاتا ہے۔ اور کفر و شرک و معاصی سے تاریک اور بدبودار ہو جاتا ہے۔

روح مجرد

پھر روح مجرد کا تعلق اس جسم لطیف (نفس) سے وابستہ ہے۔ اس نفس کا تعلق قبر ہی سے رہتا ہے۔ اور روح مجرد علیین میں ہوتی ہے۔ روح مجرد بواسطہ نفس عذاب وثواب قبر سے متأثر ہوتی ہے۔

الحاصل: روح طبعی (نفس) کا مسکن قبر اور عالم برزخ ہے۔ اور لطیفۂ ربّانیہ (روح مجرد) کا مستقر علیین ہے۔ اس تقریر سے اس سلسلہ کی تمام روایات مختلفہ میں تطبیق ہو جائے گی۔ (تفسیر مظہری و درسی تفسیر پ۳۰ مولانا بجنوری)

مومن کی روح اصلی وطن کی طرف

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝ [پ۳۰ سورہ الفجر آیت ۲۷ تا ۳۰]

اے نفسِ مطمئن! آ جا اپنے رَبّ کی طرف خوشی خوشی۔ پس داخل ہو جا میرے بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

نفس مطمئنہ

نفس مطمئنہ وہ نفس ہے جس کو اللہ کی عبادت و ذکر میں ایسا لطیف سکون حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ مچھلی کو پانی میں حاصل ہوتا ہے۔ اور نفس کی یہ کیفیت اہل معرفت ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ۔ ارجعی کے لفظ سے معلوم ہوا کہ اس کا پہلا مقام بھی رَبّ کے پاس تھا۔ اب پھر وہیں واپس جانے کا حکم ہو رہا ہے۔ اس سے اس روایت کی تقویت ہوتی ہے، جس میں یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں اپنے اعمالناموں کے ساتھ علیین میں رہیں گی۔ اور علیین ساتویں آسمان پر عرش کے سایہ میں کوئی مقام ہے۔ تمام روحوں کا اصلی مستقر وہی ہے۔ وہیں سے روح لا کر انسان کے جسم میں ڈالی جاتی ہے۔ پھر موت کے بعد مؤمنین کی روحیں وہیں واپس ہو جاتی ہیں۔ (درسی تفسیر ص ۲۱۵)

پاکیزہ نفس اور نامراد نفس

وَ نَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا O فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا O قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا O وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا O [پ۳۰:ع۱۶ سورۃ الشمس آیت ۷ تا ۱۰]

اور قسم ہے جان کی اور اس کی جس نے جان کو سنوارا۔ پھر سمجھ دی اس کو اس کی بدی کی اور اس کی نیکی کی۔ یقیناً مراد مند ہوا وہ جس نے جان (نفس) کو پاک کرلیا۔ اور یقیناً نامراد ہوا وہ شخص جس نے (گناہ میں) دبا دیا نفس کو۔

نفس کی حفاظت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ؕ [پ۷:ع۴ سورۃ مائدۃ آیت ۱۰۵]

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پر اپنی فکر لازم ہے۔ نہیں بگاڑ سکتا تمہارا کچھ وہ شخص جو گمراہ ہوا۔ جب تم راہ راست پر آ جاؤ گے۔

نفس کی ربّ کے دربار میں پیشی

وَ اتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ (۲۸۱) [پ۳:ع۶ سورۃ بقرہ]

اور ڈرو تم اس دن سے کہ لوٹائے جاؤ گے تم اس میں اللہ کی طرف۔ پھر پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا ہے اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

نفس کا محاسبہ ہوگا

وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡهُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ O

[پ۳:ع۸سورہ بقرہ آیت ۲۸۴]

اور اگر ظاہر کرو تم جو کچھ کہ تمہارے دلوں میں ہے یا چھپاؤ اس کو، حساب لے گا تم سے اس کا اللہ۔ پھر بخش دے گا جس کو چاہے گا اور عذاب کرے گا جس کو چاہے گا۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ایمان لایا

اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِکَتِهٖ وَ کُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ وَ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ (۲۸۵)

[پ۳:ع۸سورہ بقرہ]

ایمان لایا رسول اس پر جو نازل کیا گیا اس کی طرف اس کے ربّ کی جانب سے اور سب مسلمان۔ ہر ایک ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ نہیں تفریق کرتے ہم کسی میں اس کے رسولوں سے اور سب نے کہا: سنا ہم نے اور مان لیا ہم نے۔ تیری بخشش ہے اے ہمارے پروردگار اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

نفس کو رعایت

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط [پ۳:ع۸سورہ بقرہ آیت ۲۸۶]

نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے موافق۔ اسی کا ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑے گا جو اس نے کیا۔

شہداء کے نفس

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ O وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ O وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ O الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ O اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ O [پ۲:ع۳ سورہ بقرہ آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷]

اے ایمان والو! مدد چاہو تم صبر سے اور نماز سے۔ یقیناً اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے۔ اور مت کہو تم واسطے ان کے جو مارے جاتے ہیں اللہ کے راستے میں کہ وہ مردہ ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سمجھتے۔ اور ضرور آزمائیں گے ہم تم کو کسی قدر خوف سے اور بھوک سے اور مالوں کی کمی اور جانوں کی کمی اور پھلوں کی کمی سے۔ اور خوش خبری دے صبر کرنے والوں کو۔ وہ لوگ کہ جب پہنچتی ہے ان کو کوئی مصیبت تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر رحمتیں ہیں ان کے ربّ کی طرف سے اور مہربانیاں ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔

رُوح کی شکل

خادم اہلسنّت عبدالوحید حنفی

مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ لکھتے ہیں: رُوح کی شکل بعینہٖ وہی ہے جو انسان کی ہے۔ جس طرح جسم کے آنکھ اور ناک، ہاتھ اور پیر ہیں اسی طرح روح کے بھی آنکھ، ناک، ہاتھ اور پیر سب ہیں۔

اصل انسان تو روح ہے اور یہ ظاہری جسم روح کے لئے بمنزلہ لباس کے ہے۔ جسمانی ہاتھ روحانی ہاتھوں کے لئے بمنزلہ آستین کے ہیں۔ اور ٹانگیں بمنزلہ پاجامہ کے ہیں اور سر بمنزلہ ٹوپی کے ہیں۔ اور چہرہ بمنزلہ نقاب کے ہیں۔ (سیرت مصطفٰے مؤلفہ مولانا ادریس کاندھلوی ص ۴۲)

رُوح اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے

☆ امام ابن ابی حاتم ابوالشیخ نے ''العظمہ'' میں ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

روح اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ وہ ملائکہ نہیں ہیں۔ ان کے سر، ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا (پ۳۰ سورۃ النباء آیت ۳۸)

ترجمہ: جس روز تمام ذی ارواح اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ کوئی بول نہ سکے گا، بجز اس کے جس کو رحمٰن اجازت دے دے۔ اور وہ شخص بات بھی ٹھیک کہے۔ (ترجمہ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء و الصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ''یوم یقوم الروح'' کا مفہوم یہ ہے جس وقت لوگوں کی ارواح ملائکہ کے ساتھ کھڑی ہوں گی۔ اور یہ دو نفخوں کے درمیان ارواح کو جسموں کی طرف لوٹائے جانے سے پہلے ہوگا۔

فرمایا وہ (روح) بھی لشکر ہیں اور وہ (ملائکہ) بھی لشکر ہیں۔

(تفسیر درمنثور ج ششم سورہ نباء ص ۸۵۶ بحوالہ تفسیر عبدی ج ۳۰ زیر آیت ہٰذا)

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

عالم اَرواح میں رُوحوں کی ملاقات

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَرْوَاحَ فِي الْهَوٰى اَجَارٌ مُّجَنَّدَةٌ تَلْتَقِيْ فَتَشَائَمَ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اِخْتَلَفَا (مسند اہل بیت ص ۲۶ حدیث ۲۵ بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: روح ہوا میں لشکروں کے لشکر ہیں۔ وہ آپس میں ملتے ہیں۔ ایک دوسرے کو معلوم کرتے ہیں۔ جن کا وہاں تعارف ہو گیا ان میں محبت ہو گئی۔ اور جو ناواقف رہے ان میں اختلاف ہو گیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عالم اَرواح میں رُوحوں کے لشکر ہیں

اَلْاَرواح جنودًا مُجَنَّدَةً فَمَا تعارَفَ مِنْهَا ائيتلفَ وَ مَا تَنَاكر مِنْهَا اختلفَ (کنز العمال جلد ۹ حدیث ۳۴۶۵۵، بخاری شریف عن عائشۃ کتاب بدالخلق باب الارواح جنود مجندۃ، مسند احمد بن حنبل، مسلم شریف، ابوداود عن ابی ہریرۃ، طبرانی عن ابن مسعود)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

”عالم ارواح میں تمام ارواح کے لشکر جمع ہیں۔ جس جس روح نے وہاں ایک دوسرے کو پہچان لیا، وہ اس دُنیا میں بھی آپس میں محبت کریں گی۔

اور جنہوں نے وہاں ایک دوسرے کو نہیں پہچانا، وہ اس دُنیا میں بھی ایک دوسرے سے اختلاف کریں گی“۔

رُوح اور نفس میں کیا فرق ہے؟

مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ سیرت مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں لکھتے ہیں:

رُوح کی حقیقت میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کی حقیقت سوائے علیم وخبیر کے کسی کو معلوم نہیں۔

حافظ ابن ارسلانؒ متن الزبدین میں فرماتے ہیں:

والروح ما اخبر منها المجتبیٰ
فـنـمـسکُ الـمـقـام عنـهـا ادبـا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جمہور علماء کے نزدیک روح ایک نورانی جسم لطیف کا نام ہے جو بدن میں اس طرح جاری وساری ہے، جیسے پانی گلاب میں اور تیل زیتون میں اور آگ کوئلہ میں۔ جب تک یہ جسم لطیف اس جسم کثیف میں جاری وساری ہے اس وقت تک یہ جسم کثیف زندہ ہے۔ اور جب یہ جسم لطیف، اس جسم کثیف سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو وہ جسم مردہ ہو جاتا ہے۔ جسم لطیف کا جسم کثیف سے اتصال اور تعلق رکھنے ہی کا نام حیات اور زندگی ہے۔ اور مفارقت اور انقطاع تعلق کا نام موت ہے۔

روح کا جسم لطیف آیات قرآنیہ اور بے شمار احادیث نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ الف تحیۃ سے ثابت ہے۔ مثلاً روح کا پکڑنا اور چھوڑنا اور فرشتوں کا اس کے نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھانا اور روح کا مرنے کے وقت حلقوم تک پہنچنا۔ روح کے یہ اوصاف قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ جس سے اس کا جسم ہونا صاف ظاہر ہے۔

حدیث

☆ حدیث میں ہے کہ جب مؤمنین کی روح قبض ہوتی ہے تو مؤمنین کی نگاہ اس کو دیکھتی ہے۔

☆ مؤمن کی روح پرندے کی طرح جنت کے درختوں پر اڑتی پھرتی ہے اور وہاں کے میوے اور پھل کھاتی ہے۔

☆ عرش کے قندیلوں میں جا کر آرام لیتی ہے۔

☆ مومن کی روح کو جنت کے کفن میں لپیٹ کر فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں۔ اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ہر آسمان کے مقرب فرشتے دروازے تک اس کی مشایعت کرتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تک پہنچ جاتی ہے۔

☆ اور کافر کی روح کو اسفل السافلین اور سجین میں پھینک دیا جاتا ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆ مومن کی روح کے لئے فرشتے جنت کا حریری (ریشمی) کفن لے کر آتے ہیں۔اور کافر کی روح کے لئے موٹے ٹاٹ کا کفن لاتے ہیں۔مومن کی روح معطر اور خوشبودار ہوتی ہے۔فرشتوں کی جس جماعت پر اس کا گذر ہوتا ہے تو یہی کہتے ہیں: سبحان اللہ! کیا پاکیزہ روح ہے۔اور کافر کی روح متعفن اور بدبودار ہوتی ہے۔

حافظ ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں روح کا جسم لطیف ہونا ایک سو سولہ (۱۱۶) دلیلوں سے ثابت کیا ہے۔ دلیل میں صرف کتاب اور سنت اور اقوال سلف کو پیش کیا ہے۔حافظ صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ کتاب اور سنت اور صحابہ کرام کا اجماع اسی پر دلالت کرتا ہے کہ روح ایک جسم لطیف کا نام ہے۔ اور سلیم اور فطرت صحیحہ اسی کی شاہد ہے۔ (کتاب الروح، ابن قیم ص ۲۸۴)

(۲) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام الحرمین نے بھی ''ارشاد'' میں روح کی یہی تعریف فرمائی ہے، جو ہم نے ذکر کی ہے۔

(۳) علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد کی مبحث معاد میں اسی کو نقل کیا ہے۔

(۴) علامۂ بقاعی سر الروح میں امام الحرمین کے قول کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

علٰی ھٰذا القول دلّت الکتاب و السنة و اجماع الصحابة و ادلته العقل و الفطرة سر الروح (کتاب الروح، ابن قیم ص ۲۸۴)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور دلائل عقل و فطرت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح ایک جسم لطیف ہے جو اس جسم کثیف میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

(۵) اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں:

و یجوزان تکون الارواح کلھا نورانیة لطیفة شفافة و یجوزان یختص ذٰلک بارواح المؤمنین و الملٰئکة دون ارواح الکفار والشیاطین (شرح الصدور ص۲۱۶)

ممکن ہے کہ تمام ارواح نورانی اور لطیف اور صاف و شفاف ہوں اور ممکن ہے کہ نورانی ہونا ارواح مؤمنین اور ملائکہ کے ساتھ مخصوص ہو۔ کفار اور شیاطین کی ارواح نورانی نہ ہوں۔

(۶) جیسا کہ حدیث صور میں ہے:

ان اسرافیل یدعوا الارواح فتاتیه جمیعا ارواح المسلمین تتوھج نورا والاخرٰی مظلمه (شرح الصدور ص۲۱۹)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نورانی ہونا ارواح مومنین کے ساتھ مخصوص ہے۔ ارواح کفار ظلمانی ہوں گی۔ لیکن ممکن ہے کہ اصل فطرت کے لحاظ سے مومن اور کافر سب ہی کی روح نورانی ہو۔

خدام اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جیسا کہ حدیث میں ہے:

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ حَتّٰى يُعْرِبَ عَنْهُ لِسَانُهٗ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ (مسند ابی یعلیٰ، طبرانی عن الاسود بن سریع، ترمذی عن ابی الزہرہ، الجامع صغیر سیوطی حدیث ۴۵۵۹)

مومن کی روح ایمان کی وجہ سے اور منور ہوجاتی ہو اس لئے کہ ایمان حقیقت میں ایک نور ہی ہے۔ اور کافر کی روح کفر کی وجہ سے تاریک ہو جاتی ہو جیسا کہ حجر اسود جب جنت سے نازل ہوا تو دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ بنی آدم کی خطاؤں نے اس کو سیاہ کردیا۔ اسی طرح ممکن ہے کہ اصل فطرت کے اعتبار سے کافر کی روح بھی نورانی ہو اور بعد میں کفر اور شرک کی وجہ سے مظلم اور تاریک ہو جائے کہ کفر حقیقت میں ظلمت اور تاریکی ہے اور ایمان نور ہے۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيَآءُ هُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ (پ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۷)

یہ آیت اس امر کی صریح دلیل ہے کہ ایمان نور ہے اور کفر ظلمت ہے۔ اور قیامت کے دن مومن کے چہروں کا منور اور روشن ہونا اور کافروں کے چہروں کا سیاہ اور ظلمانی ہونا۔

خدام اہلسنت
عبدالوحید الحنفی

قرآن کریم میں تصریح ہے:

یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۰۶)

یہ سب کچھ ایمان کے نور اور کفر کے ظلمت کے ظاہر کرنے کے لئے ہو گا۔ اور اسی وجہ سے مَلَائِکَۃُ اللّٰہ مومن کی روح کو سفید کفن میں اور کافر کی روح کو سیاہ ٹاٹ کے کفن میں قبض کر کے لے جاتے ہیں۔ بہرحال آیات اور احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طاعت کا رنگ سفید اور معاصی کا رنگ سیاہ ہے۔(بحوالہ سیرت مصطفیٰ از افاضات مولانا ادریس کاندھلوی مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ لاہور ص ۱۹۵ تا ۱۹۸)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

رُوح اور نفس میں کیا فرق ہے؟

مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ مزید لکھتے ہیں:

☆...... استاذ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اخلاق حمیدہ کے معدن اور منبع کا نام روح ہے اور اخلاق ذمیمہ کے معدن اور سرچشمہ کا نام نفس ہے۔ مگر جسم لطیف ہونے میں دونوں مشترک ہیں۔ جیسے ملائکہ اور شیاطین جسم لطیف ہونے میں مشترک ہیں مگر ملائکہ نورانی اور شیاطین ناری ہیں۔

فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور شیاطین نار سے پیدا کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں صراحتاً مذکور ہے۔

☆ ...... حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ''تمہید'' میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ وہ یہ ہے:

اِنَّ اللّٰہ خلقَ اٰدمُ وَ جعلَ فِیْهِ نَفْسًا وَ رُوْحًا فَمِن الرُّوْحِ عَفَافُهٗ وَ فَهْمَهٗ وَ حلْمَهٗ وَ سَخَائُهٗ وَ وَفَائُهٗ وَ مِنَ النَّفْس شَهْوَتهٗ وَ طَیْشَهٗ وَ سَفْهَهٗ وَ غَضْبَهٗ وَ نَحو هٰذَا (الروض الانف ج۱ص۱۹۷)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور ان میں ایک نفس اور ایک روح کو رکھا۔ پس عفت اور فہم اور حلم اور سخاوت اور وفا یہ سب چیزیں روح سے نکلتی ہیں۔ اور شہوت اور سفاہت اور طیش اور غصہ اور اس قسم کے تمام اخلاق ذمیمہ نفس سے ظاہر ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ پسندیدہ روح سے ظاہر ہوتے ہیں اور اخلاقِ ذمیمہ نفس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ نیز قرآن اور حدیث میں ذرا غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہوت اور سفاہت اور طیش اور اس قسم کے اخلاق ذمیمہ قرآن اور حدیث میں نفس ہی کی طرف منسوب کئے گئے ہیں، روح کی طرف منسوب نہیں کئے گئے۔

کما قال اللہ تعالیٰ:

وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْ اَنْفُسُکُمْ (پ۲۴حم السجدہ آیت ۳۱)

اور تمہارے لئے جنت میں وہ ہوگا جو تمہارے نفس خواہش کریں گے۔

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

وَ اُحۡضِرَتِ الۡاَنۡفُسُ الشُّحَّ (النساء آیت ۱۲۸)

اور نفوس حاضر کئے گئے ہیں حرص اور بخل پر۔

وَ اَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰى فَاِنَّ الۡجَنَّةَ هِىَ الۡمَاۡوٰى (النازعات آیت ۴۰)

اور جو شخص اپنے رَبّ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو شہوتوں سے پاک رکھا سو بہشت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔

ان آیتوں میں شہوت اور حرص اور ہوائے نفسانی کو نفس کی طرف منسوب فرمایا ہے۔ اور یہ نہیں فرمایا:

(۱) ولکم فیھا تشتھی ارواحکم

(اور تمہارے لئے جنت میں وہ ہو گا جو تمہاری روحیں خواہش کریں گی۔)

(۲) و احضرت الارواح الشح

(اور ارواح حاضر کئے گئے ہیں حرض دور بخل پر۔)

(۳) و نھی الروح عن الھوٰی

(اور روح کو شہوتوں سے پاک رکھا۔)

سفاہت کو لیجیے:

وَمَنۡ يَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّةِ اِبۡرٰهٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهٗ

اس آیت میں سفاہت کو نفس کی طرف منسوب فرمایا۔ اور اِلَّا مَــــن

عبد الوحید الحنفی

سَفِهَتْ رُوْحَهٗ نہیں فرمایا۔

☆ طیش اور غضب کو لیجیے۔ حدیث میں ہے کہ پہلوان اور قوی وہ ہے کہ جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو پچھاڑ دے۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ روح کو پچھاڑ دے۔

☆ نیز احادیث میں نفس سے جہاد کرنے کی بکثرت ترغیب مذکور ہے اور جہاد نفس کو جہاد اکبر فرمایا۔ مگر روح سے جہاد کرنا کسی حدیث میں نہیں دیکھا۔

☆ نیز ایک ضعیف الاسناد حدیث میں یہ آیا ہے:

و عدوی عدوک نفسک التی بین جنبیک

تیرا سب سے بڑا دشمن نفس ہے جو تیرے دو پہلوؤں کے مابین واقع ہے۔

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

اول تو نفس کا سب سے بڑا دشمن ہونا۔

دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ نفس کا مقام دو پہلوؤں کے درمیان ہے۔ اس سے بھی روح کا نفس سے مغایر (علیحدہ) ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ روح انسان کی دشمن نہیں۔

دوسرا یہ کہ روح سر سے پیر تک تمام اعضاء میں جاری اور ساری ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

پہلو کے ساتھ مخصوص نہیں۔

☆ نیز خزیمہ بن حکیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نفس کا مقام دریافت کیا تو فرمایا قلب میں ہے۔

یہ حدیث طبرانی معجم اوسط میں متعدد اسانید سے مروی ہے۔

(شرح الصدور ص ۲۱۷)

☆ نیز حسد اور تکبر کو قرآن کریم میں نفس کی طرف منسوب فرمایا ہے:

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ (البقرہ آیت ۱۰۹)

حسد کی بنا پر جو ان کے نفسوں میں پیدا ہوتا ہے۔

لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ (الفرقان آیت ۲۱)

تحقیق ان لوگوں نے اپنے نفسوں میں اپنے آپ کو بڑا سمجھا۔

☆ نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ (پ۱۳ سورہ یوسف آیت ۵۳)

(میں اپنے نفس کو بری نہیں بتلاتا) نفس تو بُری ہی بات بتلاتا ہے۔

اس پر صراحتاً دَلالت کرتا ہے کہ تمام برائیوں کا معدن اور سرچشمہ نفس ہے۔ یہ کسی جگہ نہیں فرمایا:

ان الروح لامارة بالسوٓء (روح تو بُری ہی بات بتلاتی ہے۔)

☆ وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ روح انسان کو خیر کی طرف بلاتی ہے اور نفس

شر کی طرف بلاتا ہے۔ قلب اگر مومن ہے تو روح کی اطاعت کرتا ہے۔

(اخرجہ ابن عبدالبر فی التمہید شرح الصدور ص ۲۱۶ اور سیرت مصطفیٰ مولفہ ادریس کاندھلوی ص ۲۰۱)

☆ طبقات ابن سعد (مؤلفہ ابن سعدؒ) میں وہب ابن منبہ سے یہ منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اوّل آدم علیہ السلام کا پانی مٹی کا پتلا بنایا۔ پھر اس میں نفس پیدا کیا۔ بعد ازاں اس میں روح پھونکی۔ (شرح الصدور ص ۱۱۶)

معلوم ہوا کہ روح نفس کے علاوہ کوئی شے ہے۔ نیز روح عالم امر سے ہے اور نفس عالم خلق سے ہے۔

☆ علامہ بقاعی سر الرّوح میں لکھتے ہیں:

و فی زاد المیسر لابن الجوزی فی تفسیر سورة الزمر عن ابن عباس ابن آدم نفس و روح فالنفس العقل و التمیز و الروح النفس و التحریک فاذا نام العبد قبض الله نفسه ولم یقبض روحه

علامہ ابن جوزی کی کتاب زاد المیسر میں سورہ زمر کی تفسیر میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انسان مجموعہ ہے روح اور نفس کا۔ انسان نفس سے ادراک اور امتیاز کرتا ہے اور روح سے سانس لیتا ہے اور حرکت کرتا ہے۔ جب انسان سو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے (روح) نفس کو قبض کر لیتے ہیں مگر روح (مجرد) کو قبض نہیں فرماتے ہیں۔

☆ ابن جریج فرماتے ہیں:

و قال ابن جریح فی الانسان روح و نفس بینهما حاجز فهو تعالیٰ یقبض النفس عند النوم ثم یردها الی الجسد عند الانتباه فاذا راد اماتة العبد فی النوم لم یرد النفس و قبض الروح. والله اعلم (سرالروح ص ۱۱)

ابن جریج فرماتے ہیں کہ انسان میں ایک روح (مجرد) ہے اور ایک (روح) نفس ہے اور ان کے مابین ایک پردہ حائل ہے۔ سوتے وقت اللہ (روح) نفس کو قبض کر لیتے ہیں اور بیداری کے وقت واپس کر دیتے ہیں۔ اور جب اللہ سونے کی حالت میں کسی کے مارنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس (روح) نفس کو واپس نہیں فرماتے اور روح (مجرد) کو قبض کر لیتے ہیں۔ (سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۱۹۹ تا ۲۰۲)

نیند کے دوران اَرواح کا جانا

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مروی ہے کہ:

(۱) ...... اِنَّ اللّٰہَ قَبَضَ اَرْوَاحَکُمْ حَیْثُ شَآءَ وَ رَدَّھَا حَیْثُ شَآءَ (ابوداود شریف جلد اول حدیث ۴۳۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جب چاہا (نیند میں) ارواح کو قبض کر لیا اور جب چاہا

انہیں واپس کر دیا۔

اَرواح کا نیند میں واپس آنا

(۲) ...... فَقَالَ اَلاَ نَحْمَدُ اللّٰہ اِنَّا لَمْ نکُنْ فِیْ شَیْءٍ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا یَشْغَلُنَا عَنْ صَلاتِنَا وَلٰکِنْ اَرْوَاحَنَا کَانَتْ بِیَدِ اللّٰہِ فَاَرْسَلَھَا اَنّٰی شَآءَ

ترجمہ: ”فرمایا: ہم لوگ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم کسی دنیوی کام میں مشغول نہ تھے کہ جس کی وجہ سے نماز قضاء ہوگئی ہے۔ بلکہ ہماری ارواح اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تھیں، جب اس نے چاہا انہیں واپس کر دیا“۔

(سنن ابی داود جلد اول حدیث ۴۳۸)

خادم اہلسنت فقط عبدالوحید الحنفی

موت کے بعد مومن کی رُوح کا بسیرا

اِنَّ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ اَجْوَافِ طیر خضر تعلق بِشَجَرِ الْجَنَّۃِ

(صحیح) احادیث صحیحہ البانی جلد ۳ حدیث ۹۹۵ ...... (۱) رواہ ابن ماجہ (۱۴۴۹)

...... (۲) والحربی فی غریب الحدیث ۱/۲۱۰/۵ ...... (۳) وابن مندہ فی المعرفۃ (۱/۳۲۳/۲)

...... (۴) والطبرانی فی ”الکبیر“ ...... (۱۲۲/۶۴/۱۹)

ترجمہ: مومنوں کی رُوحیں سبز چڑیوں کی طرح (پرواز کرتی) ہوں گی اور جنت کے درخت میں لٹکتی ہوں گی۔

قیامت سے پہلے (ارواح کی) یہ حالت ہو گی کہ روحوں کے رہنے کے واسطےعرش کے نیچے قندیل لٹکے ہوں گےجن کے اندر سبز پرندوں کےقالب میں (یعنی جسم میں) روحیں رہیں گی۔ اور یہ قالب ان کے واسطے جسم و قالب نہ ہوگا بلکہ بطور مرکب ہوگا۔ جہاں چاہیں اس مرکب کے ذریعہ اڑتے پھریں گے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ پرندے کا جسم ان روحوں کا جسم بن جائے گا، بلکہ یہ جسم ان کے لئے بمنزلہ سواری ہوگا اس پرندے کے جسم میں بیٹھ کر گھومیں گی جیسے ہم ہوائی جہاز میں گھومتے ہیں۔ وہ بھی مثل پرندے کے اُڑتا ہے۔

(مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ بحوالہ ماہنامہ امداد لاہور، مئی ۲۰۰۶ء)

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

ارواح کے فنا نہ ہونے کی وجہ

شیخ اکبر علامہ ابن عربی لکھتے ہیں:

ارواح کو دیکھو کہ چونکہ ان کی زندگی ذاتی ہوتی ہے، اس لئے اُن میں موت درست نہیں ہے۔ اجسام کی زندگی عارضی ہوتی ہے، لہٰذا ان میں موت و فنا قائم ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ جسم میں زندگی کا ظہور آثارِ روح سے ایسا ہوتا ہے، جیسا کہ زمین میں آفتاب سے نور آتا ہے۔ سو جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو اس کا نور بھی اس کے پیچھے چلا جاتا ہے۔ اور زمین تاریک و تار رہ جاتی ہے۔ ایسا ہی جب روح جسم سے اپنے اُس عالم کو کوچ کرتا ہے، جہاں سے آیا تھا تو زندگی جو اس کے ذریعہ جسم میں منتشر ہوتی ہے، وہ اس کے پیچھے چلی جاتی

ہے۔ اور دیکھنے والے کے سامنے جسم محض ایک جماد کی صورت میں رہ جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص مر گیا۔ اور تم کہتے ہو کہ حقیقت نے اپنے اصل کو رجوع کر لیا۔ قال اللہ تعالیٰ:

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى

یعنی زمین سے تم کو ہم نے پیدا کیا اور اُسی میں تم کو لوٹا دیں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔ (پ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۵۵)

جیسا کہ بعث و نشر تک روح اپنی اصل کو رجوع کر جاتا ہے۔

(فتوحاتِ مکیہ ج ۱ باب ۲ پ ۴ ص ۲۱۸)

اِنسانی رُوحوں کا مقام کہاں ہے؟

خادم اہلسنّت عبدالمجید الحنفی

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ رُوح کی دو قسمیں ہیں:

① ایک جسم لطیف ہے جو انسان کے بدن میں حلول کرتا ہے۔ اور وہ مادی و عنصری جسم ہے۔ مگر لطیف ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتا۔ اس کو نفس بھی کہتے ہیں۔

② دوسری روح مجرد ہے۔ جو مادی و عنصری نہیں۔ یہ روح مجرد ہی روح اول (نفس) کی حیات ہے۔ اس لئے اس کو روح الروح بھی کہتے ہیں۔

جسم انسانی سے ان دونوں روحوں کا تعلق ہوتا ہے۔ مگر پہلی قسم کی روح (نفس) جسم انسانی کے اندر رہتی ہے۔ اس کے جسم سے نکل جانے ہی کا نام

موت ہے۔

دوسری قسم روح (روح الروح یا روح مجرد) کا تعلق پہلی روح (نفس) سے قریب تو ہے، لیکن اس تعلق کی حقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ مرنے کے بعد روح اول (نفس) آسمانوں پر لے جائی جاتی ہے اور پھر قبر میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اس کا مسکن و مستقر قبر ہی ہے۔ اور اسی پر عذاب وثواب ہوتا ہے۔ اور روح مجرد مومن کی علیین میں اور کافر کی سجین میں رہتی ہے۔ اس تحقیق پر تمام روایات جمع ہو جاتی ہیں۔ جن روایات سے ارواح کا مستقر علیین و سجین معلوم ہوتا ہے، وہ روح مجرد کے اعتبار سے ہے۔ اور جن روایات سے جنت اور جہنم میں ہونا معلوم ہوتا ہے۔

تو آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ مقام علیین اور مقام جنت دونوں ساتویں آسمان پر عرش کے نیچے واقع ہیں۔

قرآن پاک میں اس کی تصریح ہے:

عِنۡدَ سِدۡرَةِ الۡمُنۡتَهٰى ۝ عِنۡدَهَا جَنَّةُ الۡمَاۡوٰى ۝

ترجمہ: نزدیک سدرۃ المنتہٰی کے۔ اس کے پاس ہے جنت الماویٰ۔

[پ ۲۷ سورۃ نجم آیت ۱۴ تا ۱۵]

اس میں صاف ہے کہ جنت سدرۃ المنتہٰی کے پاس ہے۔ اور سدرۃ المنتہٰی کا ساتویں آسمان میں ہونا حدیث معراج سے ثابت ہے۔

اسی طرح سجین ساتویں زمین میں ہے اور وہی مقام جہنم ہے۔ اس لئے جن روایات میں علیین وسجین یا جنت وجہنم میں ارواح کا رہنا معلوم ہوا، ان میں کوئی تعارض نہیں۔ اور جن روایات سے ارواح کا قبر میں رہنا معلوم ہوتا ہے، وہ روح کی قسم اوّل یعنی نفس کے اعتبار سے ہے۔ لیکن قسم ثانی (روح مجرد) کا روح کی قسم اول (نفس) کے ساتھ ایک خاص رابطہ رہتا ہے۔ (جس کی حقیقت تو اللہ ہی کو معلوم ہے مگر) اس کی مثال آفتاب و ماہتاب کی سی ہے۔ کہ وہ آسمان میں ہیں مگر ان کی شعاعیں زمین پر پڑ کر اس کو روشن اور گرم کر دیتی ہیں۔ اسی طرح روح مجرد کا مقام گو علیین ہے، مگر اس کا رابطہ معنویہ قبروں میں رہنے والی روح (نفس) سے ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(تفسیر مظہری و درسی تفسیر پ۳۰: ص ۱۱۴)

شہداء کی رُوحیں برزخ کی زمین میں

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

(پ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۴)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں، اُن کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ مردہ ہیں۔ بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کر سکتے۔

خدام اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیر مظہری میں زیر آیت بالا لکھتے ہیں:

(بل احیاء) اللہ تعالی یعطی لارواحھم قوۃ الاجساد فیذھبون من الارض و السماء و الجنة حیث یشاء ون و ینصرون اولیاء ھم و یدقرون اعدائھم ان شاء اللہ تعالی و من اجل ذلک الحیوۃ لا تاکل الارض اجسادھم و لا اکفانھم (تفسیر مظہری ج۱ص۱۵۲)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ شہداء کی روحوں کو اجساد (جسموں) کی قوت دیتا ہے تو وہ زمین، آسمان اور جنت سے جہاں چاہتی ہیں، جاتی ہیں اور وہ اگر اللہ چاہے تو اپنے دوستوں کی نصرت کرتی ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں اور اس حیات کی وجہ سے زمین ان کے جسموں اور کفنوں کو نہیں کھاتی۔“

فائدہ: مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

”اس سے مراد اَرواحِ شہداء کا برزخ کی زمین میں چلنا پھرنا ہے نہ کہ اس دنیوی جہان کی زمین میں۔“ (ماہنامہ حق چار یار جنوری ۱۹۹۵ء ص ۲۶)

فی سبیل اللہ کا معنی فی طاعۃ اللہ

(۲) امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ کا معنیٰ فِیْ طَاعَۃ اللّٰہ فِیْ قَتْلِ الْمُشْرِکِیْن یعنی اللہ کی اطاعت میں مشرکین سے جنگ کرنا ہے۔ (تفسیر دُرِّ منثور ج۱ زیرِ آیت ۱۵۴)

شہداء کی رُوحیں جنت کے باغوں میں

(۳) امام ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت ابو العامیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ شہداء سبز پرندوں کی صورتوں میں جنت کے اندر زندہ ہیں۔ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اُڑتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں کھاتے ہیں۔ (تفسیر دُرِّ منثور ج۱ زیرِ آیت ۱۵۴)

(۴) امام ابن ابی شیبہؒ نے المصنف میں اور ابن جریرؒ نے عکرمہؒ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ شہداء کی اَرواح جنت میں انتہائی سفید پرندوں (کی صورتوں) میں ہیں۔ (تفسیر دُرِّ منثور ج۱ زیرِ آیت ہذا)

(۵) امام ابن ابی شیبہؒ اور بیہقیؒ نے البعث والنشور میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں:

جنت الماویٰ میں سبز پرندے ہیں، جن میں شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں (سوار) بلند ہوتی ہیں اور مومنین کے نابالغ بچے جنت کی چڑیوں میں سے چڑیاں ہیں، جو کھاتی اور گھومتی ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

شہیدوں کی رُوحیں

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے (جو صحیح مسلم میں ہے):
رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ شہداء کی ارواح اللہ تعالیٰ کے قریب سبز پرندوں کے پوٹوں میں (سوار) ہوں گی، جو جنت کے باغات اور نہروں کی سیر کرتی ہوں گی۔ اور ان کے رہنے کی جگہ وہ قندیل ہوں گے جو عرش میں لٹک رہے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہیدوں کی روحیں عرش کے نیچے رہتی ہیں۔ اور جنت کی سیر کرتی ہیں۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

اَرواح اَبرار کہاں رہتی ہیں؟

(۲) سورۂ یٰسین میں حبیب نجار کے واقعہ میں آیا ہے:

قِیۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّةَ قَالَ یٰلَیۡتَ قَوۡمِیۡ یَعۡلَمُوۡنَ ۝ بِمَا غَفَرَلِیۡ رَبِّیۡ وَ جَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ ۝ [پ۲۳ سورۃ یٰس آیت ۲۶ تا ۲۷]

ترجمہ: کہا گیا داخل ہو بہشت میں۔ کہنے لگا: اے کاش! کہ قوم میری جان لیتی کہ بخش دیا مجھ کو میرے رَبّ نے اور کیا مجھ کو عزت والوں میں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حبیب نجار موت کے ساتھ ہی جنت میں داخل ہو گئے۔

بعض احادیث سے مومنوں کی روحوں کا جنت میں ہونا معلوم ہوتا ہے۔

ان سب کا حاصل ایک ہی ہے کہ نیکوں کی روحوں کا ٹھکانہ علیین ہے جو ساتویں آسمان پر عرش کے نیچے ہے۔ (جیسا کہ حضرت براء بن عازب کی مرفوع روایت میں ہے۔) اور یہی مقام جنت کا بھی ہے۔

ان ارواح کو جنت کی سیر کا اختیار دیا گیا ہے۔ بلکہ تمام مومنوں کی روحوں کا مستقر و مرکز یہی ہے، جیسا کہ کعب بن مالکؓ کی حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا نَسمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يُعَلَّقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى تَرْجِعَ اِلٰى جَسَدِهٖ يَوْمَ الْقِيمَةِ (رواہ مالک ونسائی)

مومن کی رُوح ایک پرندہ کی طرح (پرواز کر کے) جنت کے درختوں میں معلق رہتی ہے، یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ اپنے جسم میں پھر لوٹ جائے۔ (درسی تفسیر پ۳۰ ص۱۱۴)

علیین کی کیفیت

(۱) حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ علیین زمرد سبز کی ایک تختی ہے جو عرش کے نیچے آویزاں ہے۔ مومنوں کے اعمال اس میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس اثر کی بنا پر لوگوں نے کہا کہ علیین وہ رجسٹر ہے جس میں نیکیوں کے

اعمال درج ہیں۔

(۲) حضرت کعبؓ و قتادہؒ فرماتے ہیں کہ علیین عرش کا داہنا پایہ ہے۔

(۳) عطاءؒ نے ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ علیین جنت ہے۔

(۴) عطاء و ضحاک نے فرمایا کہ وہ سدرۃ المنتہٰی ہے۔ واللہ اعلم

(درسی تفسیر پارہ ۳۰ مولانا نسیم الاغازی ص ۱۱۳)

اَرواح مومنین کی برزخ میں کیفیت

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ اپنی کتاب عوارف و المعارف میں فرماتے ہیں:

ارواح المؤمنین تذهب فی برزخ من الارض حیث شاء و بین السماء و الارض ...... الخ

(یعنی) مومنین کی ارواح برزخ میں آسمان اور زمین کے درمیان جہاں چاہتی ہیں، جاتی ہیں۔

فائدہ: حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ فرماتے ہیں:

''پس روایت عوارف سے برزخ میں چلنا پھرنا ثابت ہوا۔ برزخ لغت میں دو شے کے حاجز کو کہتے ہیں۔ اور شرع میں دُنیا و آخرت کے درمیان کی حالت کو کہتے ہیں۔ پس علام برزخ کی حرکت ارواح کی تو صحاح کی

حدیث میں بھی موجود ہے، مگر اس سے بحث نہیں۔ عواف سے بھی وہی نکلا۔"

(براہین قاطعہ از مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ)

(۲) حضرت سلیمان فارسیؓ کا ارشاد ہے:

ارواح المؤمنین فی برزخ من الارض تذھب حیث شاء ت

(یعنی) مومنوں کی روحیں برزخ کی زمین میں ہیں اور یہ جہاں چاہیں جا سکتی ہیں۔

(کذافی الروح لابن قیم ص ۱۴۴)

فائدہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے بھی براہین قاطعہ میں برزخ من الارض سے مراد برزخ کی زمین لی ہے نہ کہ اس دُنیا کی۔"

(ماہنامہ حق چار یارؓ جنوری ۱۹۹۵ء از مولانا قاضی مظہر حسینؒ ص ۳۶)

(۳) علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

"برزخ اس آڑ کو کہتے ہیں جو دو چیزوں میں حائل ہو۔ حضرت سلمانؓ (فارسی) کا یہ مطلب ہے کہ روحیں اُس زمین پر رہتی ہیں جو دُنیا اور آخرت کے درمیان ہے اور وہاں آزاد اُس پوری زمین پر جہاں چاہتی ہیں، آتی جاتی ہیں۔ یہ قول بھی قوی ہے۔ کیوں کہ روحیں دُنیا تو چھوڑ چکیں اور آخرت ابھی آئی نہیں۔ اس لئے آخرت میں بھی نہیں گئیں بلکہ دُنیا اور آخرت کے درمیان مومنوں کی روحیں وسیع برزخ میں ہیں۔"

(کتاب الروح لابن قیمؒ ص ۱۳۱)

فائدہ: مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

''اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رُوحیں اِس دُنیا میں نہیں آتیں بلکہ برزخ میں چلتی پھرتی ہیں۔'' (ماخوذ ماہنامہ حق چار یارؓ جنوری ۱۹۹۵ء)

(۴) انسانی زندگی کے تین دور

مِنهَا خَلَقْنَاكُمْ وَ فِيهَا نُعِيدُكُمْ وَ مِنهَا نُخرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

اسی زمین میں سے ہم نے تم کو بنایا اور اسی میں پھر تمہیں پہنچا دیتے ہیں اور اسی سے نکالیں گے تم کو ایک دفعہ پھر۔ [پ۱۶:ع سورہ طٰہٰ آیت ۵۵]

فِيهَا نُعِيدُكُمْ سے مراد قبر میں جانا ہے۔ قبر جس شکل میں بھی ہو اور جہاں جہاں ہو، انسان کو اس میں جانا ضرور ہے۔ جلے ہوئے انسان کے ذرات منتشرہ جہاں جہاں بھی ہوں، ان میں باریک باہمی ربط ہی اس کی قبر ہے، جس پر احوال قبر وارد ہوں گے۔

اس قسم کی شاذ مثالوں سے ان قبور ظاہرہ کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ قبریں جن میں ہم ظاہراً دفن کرتے ہیں، یہ بھی قبریں ہی ہیں۔ اور یہی آگ کے گڑھے یا جنت کے باغات ہیں۔ ان میں میتوں کو اتارو تو یہی سمجھو کہ یہی **فِيهَا نُعِيدُكُمْ** کا مصداق ہیں۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں: برزخ کے احکام

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

روح پر جاری ہوں گے۔ اب دکھ اور سکھ روح کو پہنچے گا۔ وہ صاحب روح کے جسم پر بھی سرایت کرے گا۔ روح کا تعلق بدن سے گو عام حالات میں ظاہر نہیں لیکن ایک غیر معلوم وجہ پر یہ بھی رہتا ہے۔ بدن سے اس کا بالکل انقطاع اور جدائی نہیں ہوتی۔ (المصالح العقلیہ ص ۲۲۶ از حضرت تھانویؒ اور مقام حیات ص ۱۴۰ از علامہ خالد محمود)

اعادۂ رُوح

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (۴۲)

ترجمہ: اللہ کھینچ لیتا ہے جانوں کو جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہ مریں ان کی کھینچتا ہے ان کی نیند میں۔ پھر روک لیتا ہے ان کو جن کا مرنا ٹھہرایا اور دوسروں کی بھیج دیتا ہے ایک وقت مقرر تک۔ یقیناً اس میں البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے جو سوچتے ہیں۔ [پ۲۴:ع سورہ الزمر]

نیند میں قبض نفس

اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ موت اور نیند دونوں میں روح (نفس) قبض کرتا ہے۔ موت والے کی روک رکھتا ہے اور نیند والے کی واپس بھیج دیتا ہے۔

موت والے کا تعلق بدن سے کٹ جاتا ہے، مگر نیند والے کی روح بدن پر برابر اثر ڈالتی ہے جس سے اس کی سانس چلتی ہے اور نبض اچھلتی ہے۔ پس موت کے لئے دو چیزیں لازم ہوئیں: (۱) روح کا بدن سے نکلنا اور (۲) آثارِ حیات کا باقی نہ رہنا۔

نیند والے سے آثارِ حیات منتفی نہیں ہوتے۔ اور روح (نفس) کے واپس آنے پر وہ پھر زندہ ہو جاتا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغوی نے نقل کیا ہے کہ نیند میں روح نکل جاتی ہے، مگر اس کا مخصوص تعلق بدن سے بذریعہ شعاع کے قائم رہتا ہے، جس سے حیات باطل ہونے نہیں پاتی۔ جیسے آفتاب لاکھوں میل سے بذریعہ شعاعوں کے زمین کو گرم رکھتا ہے۔
(تفسیر عثمانی ص۶۰۰)

اگر کسی کی روح بدن سے اس طرح نکلے کہ پھر وہ اس دنیا میں اس بدن میں نہ لوٹے مگر اس کے آثار اس بدن سے گھنٹوں کے طویل فاصلوں کے باوجود منتفی نہ ہوں تو یہ ایک جدا قسم کی موت ہوگی کہ موت آئی۔ روح بدن سے جدا ہوئی مگر آثارِ حیات کچھ باقی رہے۔ تو اس کے بارے میں کہا جا سکے گا: میت ہونے کا وعدہ بھی پورا ہو گیا اور حیات کلیۃً زائل بھی نہ ہوئی۔ اس پر ہم انشاء اللہ آگے بحث کریں گے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ روح نیند کے وقت بھی نکلتی ہے اور موت کے وقت بھی۔ نیند والی واپس بھیج دی جاتی ہے اور موت والی کو اللہ تعالیٰ روکے رکھتے ہیں۔ یہ امساک کب تک رہتا ہے؟ یہ بات غور طلب ہے۔

استدلال معتزلہ

معتزلہ کہتے ہیں یہ امساک (روح کا بدن سے روکے رکھنا) قیامت تک کے لئے ہے۔ سو قبر میں تعاد الیٰ جسدی (اعادہ روح) کی روایت اس آیت کے خلاف ہے۔ اس تعارض میں قرآن پاک کو ترجیح حاصل ہو گی۔ کرامیہ اور ظاہریہ بھی اس میں معتزلہ کے ساتھ ہیں۔

خادم اہلسنت فاضل عبدالوحید الحنفی

جواب اہل سنت

(ا) قرآن کریم میں قبض روح کا جو بیان اس آیت میں دیا گیا ہے وہ اس عالم (دنیا) کے اعتبار سے ہے۔ امساک (موت والے کی روح روکے رکھنا) اور ارسال (نیند والے کی کچھ دیر بعد چھوڑ دینا) اس جہان کے عمل ہیں۔ جہاں ارسال کا تحقق ہوتا ہے، وہیں تک امساک کی مدت ہے۔

یہ حالتیں اسی دنیا کی ہیں۔ قبر میں روح کا لوٹنا یہ عالم برزخ کے حالات میں سے ہے، دنیا کے حالات میں سے نہیں۔ عالم آخرت میں روح کا بدن

میں لوٹنا تو کرامیہ کے ہاں بھی مسلّم ہے۔ سو امساک ان کے ہاں بھی ہمیشہ کے لئے نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ امساک قیامت پر ختم کرتے ہیں۔ اور اہل سنت اسے دفن پر ختم سمجھتے ہیں۔ پھر قبر میں روح و بدن کا یہ تعلق صرف سوال و جواب تک رہے گا یا مستمر (دائمی طور پر) اس میں بھی تفصیل ہے۔

(۲) موت والے کی روح کو بدن سے صرف اس انداز میں روکا جاتا ہے کہ وہ بدن میں کوئی تصرف نہ کرے۔ موت سے روح کا بدن سے تعلقِ تصرف کٹتا ہے۔ اور اسے وہ زندگی نہیں ملتی جو اسے پہلے اس دنیا میں حاصل تھی۔ قبر میں اگر روح کا اس انداز میں اعادہ مان لیا جائے جس سے روح کو بدن میں تصرف اور اختیار حاصل نہ ہو تو اس سے آیت مذکورہ سے ٹکراؤ لازم نہیں آتا۔ یہاں امساک صرف تعلق تصرف کا ہے۔ اور یہ اہل سنت کے عقیدہ حیات قبر کے خلاف نہیں۔

حضرت علامہ محمود آلوسیؒ (۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

ای بقبضها عن الابدان بان يقطع تعلقها تعلق التصرّف فيها عنها

ترجمہ: اللہ تعالیٰ روح کو بدنوں سے قبض کرتا ہے، بایں طور کہ ارواح کا ابدان سے تعلق تصرف قطع کر دیتا ہے کہ اس حیات میں غذا اور تغذیہ اور تمنیہ کی صورت نہیں ہوتی۔ (روح المعانی ج ۲۴ ص ۷ اور مقام حیات ص ۲۷۴)

خادم اہل السنۃ حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ (۱۳۶۲ھ) لکھتے ہیں: ان جانوں کو تو تصرف فی الابدان کی طرف عود کرنے سے روک لیتا ہے، جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے۔ اور باقی جانوں کو جو کہ نوم میں معطل ہو گئی تھیں اور ابھی ان کی موت کا وقت نہیں آیا ایک میعاد معین تک کے لئے رہا کر دیتا ہے کہ جاگ کر پھر بدستور ابدان میں تصرف کرنے لگتی ہیں۔ (بیان القرآن از حضرت تھانویؒ)

اس تشریح سے اس آیت میں اور حدیث اعادہ روح بہ بدن میں کوئی تعارض نہیں رہتا۔ اس حدیث کو جمہور علماء اِسلام نے پورے یقین سے قبول کیا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ یہ تواتر کے درجے کو پہنچتی ہے۔ (مقام حیات از علامہ خالد محمود ص ۲۷۵)

حافظ ابن قیمؒ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

فامساكه سبحانه الّتی قضٰی علیه الموت ......الخ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا اس روح کو روکے رکھنا جس کے بارے میں موت کا فیصلہ تھا، اس کے کسی وقت اس جسد میت کی طرف لوٹانے کے منافی نہیں۔ بشرطیکہ یہ لوٹنا اس کی اس دنیا میں وہ زندگی لازم نہ کرے، جو اسے یہاں پہلے حاصل تھی۔ اور جب سوئے ہوئے کی روح باوجودیکہ اس کے جسد میں ہوتی ہے، مگر زندگی جاگنے والے کی زندگی جیسی نہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ نیند موت کی بہن ہے۔

سو میت کی طرف جب روح اس کے بدن میں لوٹائی جائے تو اس کا

حال سونے والے کی طرح ہو جاتا ہے جو زندہ اور مردہ کے درمیان ایک منزل ہے۔اس پر غور کرو یہ (انشاء اللہ العزیز) تمہارے بہت سے اشکالات زائل کر دے گا۔ (کتاب الروح ص ۵۳)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہل سنت

عبدالوحید الحنفی

۲۸ رجب ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۱ جولائی ۲۰۱۰ء

☆☆☆☆

ڈیزائننگ ✿ کمپوزنگ ✿ سکیننگ ✿ پرنٹنگ ✿ بک بائنڈنگ

اسلامی کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات کے لئے رجوع کریں

النور مینجمنٹ ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال zedemm@yahoo.com,0334-8706701